بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

مسئلہ ۲۸۷ از ایبٹ روڈ سورتی مسجد مرسلہ مولوی احمد مختار صاحب قادری رضوی صدیقی میرٹھی ۲۶ جمادی الآخرہ ۱۳۳۲ھ ہجری منقول از فتاوی امدادیہ معروف بہ فتاوی اشرفیہ جلد چہارم صفحہ ۵۷ و ۵۸

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ جس وقت موذن اقامت میں اشہد ان محمدا رسول اللہ بولے تو سننے والا دونوں انگوٹھوں کو چوم کر دونوں آنکھوں پر رکھے یا نہیں اگر رکھتا ہے تو آیا جائز یا مستحب یا واجب یا فرض ہے اور جو شخص اس کا مانع ہووے اس کا کیا حکم ہے اور اگر نہیں رکھنا ہے تو آیا مکروہ یا مکروہ تحریمی یا حرام ہے اور جو مرتکب اس فعل کا ہووے اس کا اور جو منع کرے اس کا کیا حکم ہے بینوا توجروا جدید یہ کہ اذان پر قیاس کرکے تحریمہ نہ فرمادیں بلکہ درصورت جواز یا عدم جواز کسی کتاب معتبر سے عبارت نقل کرکے تحریر فرمادیں۔

الجواب اول تو اذان ہی میں انگوٹھے چومنا کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں۔ اور جو کچھ بعض لوگوں نے اس بارہ میں روایت کیا ہے وہ محققین کے نزدیک ثابت نہیں چنانچہ شامی بعد نقل اس عبارت کے لکھتے ہیں وذکر ذلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل ھذا شیئ انتہی جلد اول ص ۲۶۷ مگر اقامت میں تو کوئی ٹوٹی پھوٹی روایت بھی موجود نہیں پس اقامت میں انگوٹھے چومنا اذان کے وقت سے بھی زیادہ بدعت و بے اصل ہے اسی واسطے فقہا نے اس کا بالکل انکار کیا ہے یہ عبارت شامی کی ہے ونص بعضھم ان القہستانی کتب علی ھامش نسختہ ان ھذا مختص بالاذان واما فی الاقامۃ فلم یوجد بعد الاستقصاء التام والتتبع ۱۲ جلد اول ص ۲۶۷ یہی مفتی صاحب لم یصح فی الموضوع پر حاشیہ منہیہ لکھتے ہیں قلت واما الموقوف فانہ ان کان منقولا لکن مع ضعف اسنادہ لیس فیہ کون ھذا العمل طاعۃ بل ھو رقیۃ للحفظ عن رمد والعوام یفعلونہ باعتقاد کونہ طاعۃ ۱۲ منہ حاشیہ صاحب فتاوی اشرفیہ بر عبارت شامی۔ گزارش وموجب تکلیف دہی یہ ہے کہ ہفتہ گزشتہ میں ایک عریضہ دربارہ استفتائے تقبیل ابہامین عند قول المؤذن اشہد ان محمدا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابلاغ خدمت کیا ہے آج فتاوائے امدادیہ میں ایک صاحب نے عبارت مرقومہ بالا دکھائی جو بلفظ ملاحظۂ عالی میں پیش کرکے رفع شک کیا

https://www.facebook.com/darahlesunnat

کا خواستگار ہوں وھو ھذا۔ (۱) علامہ شامی یا دوسرے محققین نے تقبیل کے بارہ میں ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کرکے لم یصح فی المرفوع یا اس کے ہم معنی الفاظ تحریر کیے ہیں ان سے حدیث کے مرفوع ہونے کا انکار ہے یا کلیۃً تقبیل مطلق کو غیر صحیح فرماتے ہیں خواہ بروایت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا بہ تعلیم سیدنا خضر علیہ السلام جامع الرموز نے کنز العباد سے جو عبارت نقل کی ہے اس میں اثبات استحباب ہے مجموعہ فتاوے جلد سوم ص۱۲۳ طحطاوی نے شرح مراقی الفلاح مصری ص۱۸ میں اسی روایت کو نقل کیا ہے (نیز فردوس دیلمی سے حدیث ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً لکھ کر حضرت خضر علیہ السلام سے عملاً روایت بطور تائید بیان کی ہے علی ہذا سادات احناف کی اکثر کتب میں موجود ہے۔

اعانۃ الطالبین علی حل الفاظ فتح المعین مصری ص۲۴۷ (فقہ شافعی) وفی الشنوانی ما نصہ من قال حین یسمع قول المؤذن اشھد ان محمداً رسول اللہ مرحباً بحبیبی و قرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم یقبل ابھامیہ و یجعلھما علی عینیہ لم یعم ولم یرمد ابداً انتھی کفایۃ الطالب الربانی لرسالۃ ابن ابی زید القیروانی فی مذہب سیدنا الامام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصری جلد ۱ ص۱۶۹ (فائدہ) نقل صاحب الفردوس ان الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما سمع قول المؤذن اشھد ان محمداً رسول اللہ قال ذلک وقبل باطن انملۃ السبابتین و مسح عینیہ فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من فعل مثل خلیلی فقد حلت علیہ شفاعتی قال الحافظ السخاوی ولم یصح ثم نقل من الخضر انہ علیہ الصلاۃ والسلام قال من قال حین یسمع قول المؤذن اشھد ان محمداً رسول اللہ مرحباً بحبیبی و قرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم یقبل ابھامیہ و یجعلھما علی عینیہ لم یعم ولم یرمد ابداً و نقل غیر ذلک ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل ھذا شئ واللہ تعالیٰ اعلم علامۃ الشیخ علی الصعیدی العدوی اسی شرح کے حاشیہ ص۱۷۰ میں فرماتے ہیں (قولہ ثم یقبل الخ) لم یبین موضع التقبیل من الابھامین الا انہ نقل عن الشیخ العالم المفسر نور الدین الخراسانی قال بعضھم لقیتہ وقت الاذان فلما سمع المؤذن یقول اشھد ان محمداً رسول اللہ قبل ابھامی نفسہ و مسح بالظفرین اجفان عینیہ من المآقی الی ناحیۃ الصدغ ثم فعل ذلک عند کل تشھد مرۃ مرۃ فسألتہ عن ذلک فقال کنت افعلہ ثم ترکتہ فمرضت عینای فرأیتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مناماً فقال لم ترکت مسح عینیک عند الاذان ان اردت ان تبرأ عیناک فعد الی المسح فاستیقظت و مسحت فبرئت ولم یعاودنی مرضھما الی الان انتھی فھذا دلیل

https://www.facebook.com/darahlesunnat

علیٰ ان الاولیٰ التکریر والظاہر انہ حیث کان المسح بالظفرین ان التقبیل لہما واللہ تعالےٰ اعلم ان تمام عبارات میں کہیں تقبیل ابہامین پر نکیر ثابت نہیں ہوتی بلکہ استحباب کا پتہ الفاظ صریحہ میں ملتا ہے۔ برخلاف اس کے صاحب فتاوائے اشرفیہ عبارت شامی پر حاشیہ لکھ کر مباح صـ۲ ملاحظہ ہو) مان رہے ہیں پھر اُس مباح کو بھی بدعت ٹھہرا رہے ہیں اس کا تضاد واشکال کو رفع فرما کر قاطع فیصلہ فرمایا جائے۔

صاحب فتاوائے اشرفیہ عمل مانحن فیہ کو اپنے حاشیہ مذکورہ میں رقیہ مان کر دعوے کرتے ہیں والعلوم یفعلونہ باعتقاد الطاعۃ یہاں صرف یہ اشکال ہے کہ اعتقاد قلب سے تعلق رکھتا ہے اُس پر مفتی صاحب مذکور کو کس طرح اطلاع ہوئی درصورتیکہ ان کے نزدیک رسول علیہ الصلاۃ والسلام بھی باوصف العلام علاّم مافی الصدور علوم غیبیہ سے بے خبر ہیں (معاذ اللہ) وہ بھی عامۂ مومنین کے دلی خیال اور اعتقاد سے اطلاع ہوئی خواہ وہ ہند میں ہوں یا کابل میں ایران میں ہوں یا عرب شریف میں غرض شرق میں ہوں یا غرب میں حیث یقول والعلوم یفعلونہ باعتقاد الطاعۃ یہاں بعض الناس نے سخت فتنہ برپا کر رکھا ہے مترصد کہ جلد تر جواب باصواب سے اعزاز بخشیں۔ اجرکم اللہ تعالیٰ بجاہ طہٰ ویٰس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العلمین۔

مختار صدیقی

الجواب: اس مسئلہ کی تحقیق بالغ وتنقیح بازغ میں بائیس سال ہوئے فقیر نے کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین لکھی کہ بیس سال ہوئے بمبئی میں چھپکر ملک میں مفت تقسیم ہوئی اب میرے پاس صرف ایک نسخہ باقی ہے کہ آپ جیسے علم دوست حق پرست کی اعانت کو بغرض ملاحظہ مرسل ایک نسخہ بھی اور ہوتا تو ہدیۃً حاضر کردیتا بعد ملاحظہ بیرنگ واپس فرمائیں یہ رسالہ باذنہ تعالےٰ دربارۂ حدیث وفقہ منکرین کے خیالات باطلہ عاطلہ کی بیخ کنی وصفر شکنی کو بس ہے لہٰذا اُن سے زیادہ تعرض کی حاجت نہیں صرف بعض امور جہالت فتوائے مذکور کے متعلق اجمالاً گزارش وباللہ التوفیق (۱) دعوے یہ کہ اذان میں کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں اور اُس پر دلیل شامی کی جراحی سے نقل کہ ان میں سے کوئی حدیث مرفوع درجۂ صحت کو نہیں پہنچی جو خود مشیر ہے کہ اس کی احادیث موقوفہ پر یہ حکم نہیں ورنہ مرفوع کی تخصیص کیوں ہوتی عبارات کتب میں مفہوم مخالف بلاشبہہ معتبر ہے اسی شامی طابع قسطنطنیہ جلد ۵ صـ۵۲ میں ہے فان مفاہیم الکتب حجۃ ولو مفہوم لقب علی ماصرح بہ الاصولیون نیز جلد اول صـ۱۶۷ یفتی بہ عند السوال لان مفاہیم الکتب معتبرۃ کما تقدم درمختار بیان سنن وضو میں نہر الفائق

https://www.facebook.com/darahlesunnat

سے ہے مقاصد الکتب حجۃ بخلاف مفاہیم التی النصوص احادیث موقوفہ کی روایت نہیں لاجرم ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں کل مایروی فی ھذا فلا یصح رفعہ البتۃ لکھ کر فرمایا قلت واذا ثبت رفعہ الی الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیکفی للعمل بہ لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین یعنی اگرچہ اس بارہ میں کوئی حدیث مرفوع صحیح نہیں مگر جبکہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے تو اُس پر عمل کے لئے کافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر لازم ہے میرا طریقہ اور میرے خلفائے راشدین کا طریقہ (۲) صحیح کی نفی سے معتبر کی نفی جاننا فن حدیث سے جہالت پر مبنی کتب رجال میں ہزار جگہ ملے گا یعتبر بہ ولا یحتج بہ اور فضائل اعمال میں احادیث معتبرہ بالاجماع کافی اگرچہ صحیح بلکہ حسن بھی نہ ہوں۔ (۳) فقہ میں روایت ، روایت فقہیہ بھی ہے بالفرض اگر حدیث معتبر مطلقاً منفی تو اُس سے روایت معتبرہ کی نفی یا جہل محض ہو یا نری غیر مقلدی کہ بے ثبوت حدیث روایت فقہیہ معتبر نہ مانی (۴) یہیں یہیں اسی شامی میں قہستانی و تتاویٰ صوفیہ و کنز العباد سے صراحۃً اس کا استحباب منقول اور بصیغۂ جزم بلا تعقب مذکور و مقبول تو شامی سے صرف نسبت حدیث ایک کلام نقل کر لانا اور اوسی عبارت میں شامی کے حکم مقرر فقہی کو چھوڑنا صریح خیانت ہے (۵) پھر روایت فقہیہ قصداً بچا کر وہ سالبہ کلیہ کہ کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں صاف اغوائے عوام ہے کیا کتب فقہ میں ہزار سے کم اس سے نظائر ملیں گے کہ حکم فقہی پر جو حدیث نقل کی اُس میں کلام کر دیا گیا مگر اس سے روایت فقہی نامعتبر نہ ہوئی ہاں وہی غیر مقلدی کی علت پیچھے ہو تو کیا علاج (۶) اقامت میں کوئی ٹوٹی پھوٹی روایت بھی موجود نہ ہونے پر شامی کا کلام نقل کیا کہ بعض نے قہستانی سے نقل کیا کہ انہوں نے اپنے نسخہ کے حاشیہ پر لکھا کہ در بارہ اقامت بعد تلاش کامل روایت نہ ملی اور انھیں شامی کا کلام نہ دیکھا کہ ایسی نقل نقل مجہول اور نقل مجہول محض نامقبول جلد دوم صفحہ ۵۱۲ قول المعراج وروایت فی موضوع الخ (ای معزواً الی المبسوط) لا یکفی فی النقل لجہالتہ وہاں بواسطہ مجہول ناقل امام قوام الدین کاکی شارح ہدایہ تھے یہاں شامی وہاں منقول عنہ بالواسطہ امام شمس الائمہ سرخسی تھے یا خود محرر المذہب امام محمد اور یہاں قہستانی ع ببین تفاوت رہ از کجاست تابکجا۔ جب وہ بوجہ جہالت واسطہ مقبول نہ ہوئی اس کی کیا ہستی مگر کیا کیجئے کہ ع عقل بازار میں نہیں بکتی (۷) لم یوجد اور موجود نہیں ، میں جو فرق ہے عاقل پر مخفی نہیں مگر عقل بھی ہو یہ تو خالی نایافت کی نقل ہے کہ شہادۃ علی النفی سے زائد نہ ٹھہرے گی آکد الفاظ فتوے سے فتوٰی منقول ہوا اور بوجہ جہالت نامقبول ہوا انھیں علامہ شامی کا کلام شنیے عقود الدریہ صفحہ ۱۰۹ ج ۲

https://www.facebook.com/darahlesunnat

نقل الزیلعی ان الفتوی علی قولہما قال الشیخ قاسم فی تصحیحہ ما نقلہ الزیلعی شاذ لجہول القائل درمختار میں ہے علیہ الفتوی الزیلعی و بحر معزیا للمغنی لکن ردہ العلامۃ قاسم فی تصحیحہ بان ما فی المغنی شاذ لجہول القائل فلا یعول علیہ شامی نے اسے مقرر رکھا (۸) اس پر یہ ادعا کہ اسی واسطے فقہائے اس کا بالکل انکار کیا ہے صریح کذب ہے (۹) اس پر کہنا کہ یہ عبارت شامی کی ہے بگفت چراغی ہے شامی میں قہستانی سے بنقل مجہول یہ منقول کہ اس کی روایت نہ ملی اگر بفرض غلط یہ نقل مجہول مقبول بھی ہو اور عدم وجدان روایت عدم وجود روایت بھی ہو تو نفی روایت روایت نفی نہیں ہذا کا اشارہ جانب نقل ہے نہ جانب حکم فقہائے بالکل انکار کیا کس گھر سے لائے (۱۰) انہیں یہ علم تو غایت درجہ یہ قہستانی کا اپنا انکار ہوگا نہ کہ وہ فقہا سے کوئی قول نقل کر رہے ہیں اور قہستانی کا بایں معنی فقہا میں شمار کہ ان کا اپنا قول بلا نقل مسلم ہو یقیناً باطل ہے بلکہ نقل میں بھی ان کی وہ حالت جو خود یہی علامہ شامی عقود الدریہ جلد ۲ ص۲۹۷ میں بتاتے ہیں کہ القہستانی کجارف سیل وحاطب لیل خصوصا واستنادہ الی کتب الزاہدی المعتزلی اور کشف الظنون حرف النون میں علامہ عصام اسفرائنی کا قول نہ دیکھا کہ اس ادعائے باطل کی گتی نہ رکھے گا اور بالکل کشف ظنون بلکہ علاج جنون کر دے گا ہم نے پتا بتا دیا نہ ملے تو پیش بھی کر دیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ (۱۱) یہ بھی سہی تو کیا ظلم شدید و تعصب عنید ہے کہ مسئلہ اقامت میں قہستانی کا اپنا قول بلا نقل بلکہ صرف روایت بےنا سند میں پیش کیا جائے اور اسے انھیں ایک فقیہ نہیں بلکہ فقہا کا انکار ٹھہرا دیا جائے اور یہیں یہیں مسئلہ اذان میں جو یہی قہستانی خاص روایت فقہی نقل فرماکر حکم استحباب بتا رہے ہیں وہ مردود نامعتبر قرار پائے غرض بڑی امام اپنی ہوائے نفس ہے دلیل (۱۲) اقامت میں اذان سے بھی زیادہ بدعت و بے اصل ہے یعنی بدعت و بے اصل اذان میں بھی ہے یہ وہی مرض غیر مقلدی ہے کہ فقہا اگرچہ صراحۃً مستحب فرمائیں مگر ان کا قول مردود اور بدعت مذمومہ ہونا غیر مسدود (۱۳) نہیں نہیں نری غیر مقلدی نہیں بلکہ اجماع امت کا رد اور غیر سبیل المومنین کا اتباع بدیہی جس پر قرآن عظیم میں نصلہ جہنم وساءت مصیرا کی وعید مؤکد ہے احادیث یہاں قطعاً مروی مرفوع بھی اور موقوف بھی اور غایت ان کا ضعف جس کا بیان قطعی منیر العین میں ہے جس سے حق کی آنکھیں پرنور اور باطل کی ظلمتیں دور بلکہ خود اسی قدر عبارت کہ منکر نے نقل کی منصف کو کافی کہ اس میں صرف لم یصح کہا اور وہ بھی فقط احادیث مرفوعہ تو اگر سب کو کہتے جب بھی نفی صحت سے غایت درجہ اتنا معلوم ہوتا کہ ضعیف ہیں پھر ضعیف تعدد طرق سے حسن ہو جاتی اور مسائل حلال وحرام میں

https://www.facebook.com/darahlesunnat

بھی حجت قرار پاتی ہے اور نہ بھی سہی تو قطعاً باب فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بالاجماع مقبول اور مخالف اجماع مردود و مخذول اربعین امام ابوزکریا نووی رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہے قد اتفق العلماء علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال (۱۴) اجماع امت کا خلاف وہاں دشوار نہ تھا مصیبت یہ ہے کہ جمہور وہابیہ کی بھی مخالفت ہوئی کہ تخصیص عدم صحت باحادیث مرفوعہ نے صحت بتائی ملا علی قاری کی عبارت گزری تو فردن ثلثہ میں اصل متحقق ہوئی پھر بدعت و بے اصل کہنا اصول وہابیت پر بھی چھری پھیرنا ہے (۱۵) وہابیت بجہنم سخت تر آفت یہ ہے کہ دیوبندیت کے امام اعظم جناب گنگوہی صاحب سے چل گئی اور وہ بھی بہت بُری طرح کہ اُن کی سنت اُن کی بدعت اون کی ہدایت ان کی ضلالت یہ فاعل کو بدعتی گمراہ ٹھہرائیں وہ ان کو منکر سنت ضال بدراہ بتائیں پھر یہ کیا انھیں چھوڑے دیتے ہیں یہ کہیں گے کہ وہ بدعت ضلالت کو سنت بتاکر سخت گمراہ بے دین ہوئے کفی اللہ المومنین القتال اس کا مفصل منیر العین افادہ ۲۰ میں ملاحظہ ہو مجمل یہ کہ یہ احادیث تقبیل گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی فضائل اعمال کی ہیں کہ اس پر ترغیب و ثواب اُن میں مذکور ہے مسند الفردوس کی حدیث میں بروایت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ انہوں نے اذان میں نام سُنکر انگلیوں کے پوروں کو بوسہ دیکر آنکھوں پر پھیرا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت علیہ شفاعتی جو ایسا کرے جیسا میرے اس پیارے نے کیا اُس پر میری شفاعت حلال ہو جائے جامع الرموز و کنز العباد وغیرہما میں ہے فانہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یکون لہ قائدا الی الجنۃ جو ایسا کرے گا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پیچھے اُسے جنت میں لے جائینگے اور یہ تو روایات عدیدہ میں ہے جو ایسا کرے کبھی اندھا نہ ہوگا نہ اُس کی آنکھیں دکھیں یہ کیا فضیلت و ترغیب نہیں بہرحال یہ حدیثیں فضائل اعمال کی ہیں اور گنگوہی صاحب براہین قاطعہ طبع دوم ص ۹۶ میں فرماتے ہیں سب کا مدعا یہ ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف پر عمل درست ہے ظاہر ہے کہ درست یہاں بمعنی جائز ہی ہے خصوصاً جبکہ امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثبوت لیں جیسا کہ عبارت علی قاری میں گزرا جب تو اس مسئلہ قبول ضعاف کی بھی حاجت نہ ہوگی کہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تقلید کا خود احادیث صحیحہ میں حکم فرمایا حدیث خلفا کلام قاری میں گزری دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا اقتدو ابالذین من بعدی ابی بکر و عمر اُن دو کی پیروی کرو جو میرے بعد والی امت ہوں گے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رواہ احمد والترمذی وحسنہ وابن ماجۃ والرویانی والحاکم وصححہ وابن حبان فی صحیحہ عن

https://www.facebook.com/darahlesunnat

حذیفہ والترمذی والحاکم عن ابن مسعود وابن عدی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ تقلید عام صحابہ ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنہ کا مذہب ہے بلکہ وہابیہ کے نزدیک تین قرن تک حکم تقلید بلکہ منصب تشریع جدید ہے کما بیناہ فی کتبنا فی الرد علیہم بہرحال اس عمل کی دلیل جواز قرون ثلثہ میں متحقق ہوئی اور گنگوہی صاحب ص۲۸ میں کہتے ہیں جس کے جواز کی دلیل قرون ثلثہ میں ہو وہ سب سنت ہے اھ تو روشن ہوا کہ جناب گنگوہی صاحب کے نزدیک اذان میں نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا سنت ہے۔ اور حدیث سے ثابت کہ منکر سنت پر لعنت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ستۃ لعنتہم لعنہم اللہ وکل نبی مجاب (الی قولہ) والتارک لسنتی رواہ الترمذی عن ام المومنین والحاکم عنہا وعن علی والطبرانی بلفظ سبعۃ لعنتہم وکل نبی مجاب عن عمرو بن شغوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بسند حسن کچھ لوگ ہیں جن پر میں نے لعنت کی اللہ ان پر لعنت کرے اور ہر نبی کی دعا قبول ہے ازانجملہ ایک وہ کہ میری سنت کا منکر ہو۔ اب صاحب فتاوی اشرفیہ اپنا حکم گنگوہی صاحب سے دریافت کریں یا گنگوہی صاحب کے حق میں خود کوئی حکم فرمائیں (۱۶) اب اقامت کی طرف چلیے شامی سے بحوالہ مجہول قہستانی کا روایت نہ پانا تو نقل کر لائے اور اس سے یہ نتیجہ کہ فقہا نے اس کا کا بالکل انکار کیا حالانکہ فقہائے کرام کا مسلک وہ ہے جو امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر ص۱۴۱ میں فرمایا عدم النقل لاینفی الوجود (۱۷) عدم نقل کو نقل عدم ٹھہرانے کا رد خود اسی شامی میں جابجا موجود ازانجملہ جلد اول ص۶ میں بعد ذکر احادیث فرمایا قال العلماء ہذہ الاحادیث من قواعد الاسلام وھو ان کل من ابتدع شیئا من الخیر کان لہ مثل اجر کل من یعمل بہ الی یوم القیمۃ یعنی علمائے کرام نے فرمایا کہ یہ حدیثیں دین اسلام کے قواعد سے ہیں ان سے یہ قاعدہ ثابت ہوا کہ جو شخص کوئی اچھا کام نیا نکالے کہ پہلے نہ تھا قیامت تک جتنے مسلمان اس پر عمل کریں سب کے برابر ثواب اس ایجاد کرنے والے کو ہو (۱۸) بدعت و بے اصل کی بھی حقیقت سن لیجئے فتح اللہ المعین جلد ۳ ص۴۰۲ لا اصل لہا لا یقتضی الکراہۃ ولذا قال فی الدر ما قیل انہا بدعۃ ای مباحۃ حسنۃ یعنی بے اصل ہونے سے مکروہ ہونا لازم نہیں آتا اسی لیئے درمختار میں فرمایا کہ اسے جو بدعت کہا گیا اس کے معنی یہ ہیں کہ نو پیدا جائز اچھی بات ہے (۱۹) فرض کردم کہ اس سے بوجہ عدم نقل انکار مطلق ہی مقصود ہو تو بحال عدم نقل احکام فقہا جن کا نمونہ ہم نے ذکر کیا اس کے معارض ہوں گے اور ترجیح و توفیق و توجیہ و تحقیق کہ ہمارے رسائل کو دولابیہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

میں ہے اُس کی مُونت جناب گنگوہی صاحب نے کم کردی اور منکرین کو کسی عبارت خلاف سے شبہہ ڈالنے کی گنجائش نہ رکھی کہ اس سے غایت درجہ مسئلہ عدم نقل میں اختلاف ثابت ہوگا اور گنگوہی صاحب براہین صـ۱۳۷ میں فرماتے ہیں اُس کی کراہت مختلف فیہ ہوئی اور مختلف فیہ مسئلہ تو یوں بھی بلا ضرورت جائز ہو جاتا ہے یہ وہاں کہی اور پوری غیر مقلدی بلکہ بہ ہوائے نفس اتباع رخص حلال کر دینے کی وادی ہے جہاں ہمارے علما اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اختلاف ہے تو جہاں خود علمائے حنفیہ کی قول دونوں طرف ہوں وہ تو بدرجہ اولیٰ بلا ضرورت مطلقاً جائز رہیگا اور منکر کہ قول خلاف سے سند لائے احمق کج فہم ٹھہریگا (۲۰) نہیں نہیں فقط جائز نہیں بلکہ گنگوہی صاحب کے دھرم میں وقت اقامت بھی تقبیل مذکور سنت اور تھانوی صاحب کا اُس پر انکار گمراہی و ضلالت اور بحکم حدیث موجب لعنت ہے علما فرماتے ہیں اقامت احکام میں مثل اذان ہے سوا مستثنیات کے بلکہ ہدایہ میں ہے یرید انہ لاتکرہ الاقامۃ ایضاً لانہا احدی الاذانین اور عند التحقیق تنقیح مناط انتفائے خصوص کرے گی تو اُس کی دلیل جواز بھی متحقق ہوئی اور سنت ٹھہری گنگوہی صاحب کے نزدیک تو سنت ہونے کے لیئے اثر فعلی کی جنس بھی قرون ثلثہ میں موجود ہونے کی حاجت نہیں یہاں تو اُس کی جنس یعنی تقبیل اذان خود موجود ہے گنگوہی صـ۲۸ میں ہے جس کے جواز کی دلیل قرون ثلثہ میں ہو خواہ وہ جزئیہ بوجود خارجی اُن قرون میں ہوا یا نہ ہوا اور خواہ اُس کی جنس کا وجود خارج میں ہوا ہو یا نہ ہوا ہو وہ سب سنت ہے یہ اس چارسطری تحریر پر تلک عشرۃ کاملۃ ہیں وہ بھی بنہایت اختصار۔ اب ڈیڑھ سطری منیہ کی طرف چلیے وباللہ التوفیق (۲۱) علمائے کرام نے کہ نفی صحت میں مرفوع کی تخصیص فرمائی بکمال حیا اُس کا مطلب یہ گڑھا کہ اس بارہ میں حدیث موقوف اگرچہ منقول ہے مگر ضعیف الاسناد ہے کیا علما نے یہ فرمایا تھا کہ اس بارہ میں حدیث مرفوع کوئی منقول ہی نہیں یا یہ فرمایا تھا کہ جو منقول ہے ضعیف نہیں بلکہ صحیح ہے یا یہ فرمایا تھا کہ ضعیف بھی نہیں بلکہ موضوع ہے انھیں تین صورتوں میں اُس اختراعی مطلب پر مرفوع و موقوف کا تفرقہ اور تخصیص کا فائدہ صحیح رہتا مگر ہر ذرا سے فہم والا بھی دیکھ رہا ہے کہ یہ بہر وجہ علما پر افترا ہے علما نے یہی بتایا ہے کہ اس بارہ میں احادیث مرفوعہ اگرچہ منقول ہیں مگر درجۂ صحت پر نہیں بلکہ ضعیف ہیں یہی اس بیچے معنی منیہ نے حدیث موقوف میں کہا تو فرق کیا رہا صراحۃً تخصیص مرفوع باطل کرنے کو تخصیص مرفوع کا مطلب ٹھہرانا جنون نہیں تو شدید مکاری ڈھٹائی ہے مکاری نہیں تو سخت جنون دبے عقلی ہے (۲۲) الفرض باطل یہی مطلب سہی مگر یوں بھی کال نہ کٹا امام الطائفہ گنگوہی صاحب ایمان لاچکے کہ یہاں مقبول ہے اگرچہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

ضعیف حدیث اور طائفہ بھر کا دھرم قرون کی تثلیث پھر حدیث موقوف وضعیف موجود مان کر بدعت و بے اصل کہنا کیسا قول خبیث (۲۳) ایک بھاری دیانت یہ دکھائی کہ حدیث سے اس عمل کا طاعت ہونا نہیں نکلتا بلکہ یہ بد سے بچنے کا ایک منتر ہے الحق حیا و ایمان متلازم ہیں یہ اعتراض اگر چل سکتا تو نہ موقوف وضعیف بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد صحیح اگر صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ہوتا اُسے بھی اڑا دیتا حدیثوں میں تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس کی شفاعت فرمائیں گے اُسے اپنے ساتھ جنت میں لیجائینگے اور منہیہ کہتا ہے کہ یہ کوئی طاعت ہی نہیں کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ جس پر یہ عظیم وجلیل ثواب موعود ہوں وہ سرے سے طاعت ہی نہیں ایک منتر ہے (۲۴) حدیث ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے یوں پڑھے رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبیا حدیث خضر علیہ الصلاۃ والسلام میں ہے یوں کہے مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی طرح حدیث سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے چوتھی روایت میں ہے یوں کہے صلی اللہ تعالیٰ علیک یا رسول اللہ قرۃ عینی بک یا رسول اللہ اللھم متعنی بالسمع والبصر پانچویں میں ہے درود پڑھے چھٹی میں ہے یوں کہے صلی اللہ تعالیٰ علیک یا سیدی یا رسول اللہ یا حبیب قلبی ویا نور بصری ویا قرۃ عینی ساتویں میں ہے یوں کہے اللھم احفظ حدقتی ونورھا ببرکۃ حدقتی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ونورھا منہیہ کے نزدیک یہ اللہ ورسول کے ذکر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود۔ اللہ عزوجل سے دعا کچھ طاعت ہی نہیں حالانکہ ذکر ہی روح طاعت ہے اور دعا مغز عبادت اور درود کو مسلمان ایمان کا چین چین کا ایمان جانتے ہیں اگرچہ منہیہ منتر مانے (۲۵) اس عمل مبارک کے فوائد میں ایک فائدہ جو یہ فرمایا گیا کہ جو ایسا کرے گا اُس کی آنکھیں نہ دکھیں گی نہ کبھی اندھا ہو اس جرم پر وہ ذکر الٰہی ودرود ودعا سب طاعت سے خارج ہو کر رد کا منتر رہ گئے نام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس عداوت کی کوئی حد ہے صدہا حدیثیں ہیں جن میں تلاوت قرآن عظیم وتسبیح وتہلیل وحمد وتکبیر ولاحول وغیرہا اذکار جلیلہ پر منافع جسمانیہ ودنیاویہ ارشاد ہوئے ہیں جسے شوق ہو صحاح ستہ وترغیب وترہیب امام منذری وجوامع امام جلیل سیوطی وحصن حصین امام جزری وغیرہا کتب حدیث مطالعہ کرے منہیہ کے دھرم میں یہ اسلامی ایمانی کلمے اور خود قرآن عظیم سب منتر ہیں جنھیں طاعت سے کچھ علاقہ نہیں اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (۲۶) اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر حکیم سے بڑھ کر حکیم ہیں اُن کی رعایا میں ہر قسم کے لوگ ہیں ایک وہ عالی ہمت کہ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ ورسول کے لیے یاد کریں اپنی کوئی منفعت

https://www.facebook.com/darahlesunnat

دنیوی تو دنیوی اخروی بھی مقصود نہ رکھیں یہ خالص مخلص بندے ہیں جنکی بندگی میں کسی ذاتی غرض کی آمیزش نہیں ان کے لئے وصل ذات ہے جن کو فرمایا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا دوسرے وہ جن کو کسی طمع کی چاشنی ابھارے مگر نفع فانی کے گرویدہ نہیں باقی کی تلاش ہے قرآن وحدیث میں نعیم جنت کے بیان ان کی نظر سے ہیں جن کو فرمایا ان اللہ اشترٰی من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ تیسرے وہ جن کو نفع عاجل کی امید دلانا زیادہ مؤید ہے جن کو فرمایا فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا اور فرمایا قل ھو للذین اٰمنوا ھدی وشفاء اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اغزوا تغنموا وصوموا تصحوا وسافروا تستغنوا وفی حدیث حجوا تستغنوا جہاد کرو غنیمت پاؤ گے اور روزہ رکھو تندرست ہوجاؤ گے اور حج کرو غنی ہوجاؤ گے رواہ الاول الطبرانی فی الاوسط بسند صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ والاٰخر عبدالرزاق عن صفوان بن سلیم مرسلا ووصلہ فی مسند الفردوس چوتھے وہ پست فطرت دون ہمت کہ امید نفع پر بھی نہ سرکیں جب تک تازیانہ کا ڈر نہ دلائیں قرآن وحدیث میں عذاب نار کے بیان ان کی نظر سے ہیں جن کو فرمایا ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطنا فھو لہ قرین وانھم لیصدونھم عن السبیل ویحسبون انھم مھتدون حتی اذا جاءنا قال یلیت بینی وبینک بعد المشرقین فبئس القرین ولن ینفعکم الیوم اذ ظلمتم انکم فی العذاب مشترکون اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا من لم یدع اللہ غضب علیہ رواہ ابن ابی شیبۃ فی المصنف عن ابی ھریرۃ وبلفظ من لم یسأل اللہ یغضب علیہ احمد والبخاری فی الادب المفرد والترمذی وابن ماجۃ والبزار وابن حبان والحاکم وصححاہ وللعسکری عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فی المواعظ بسند حسن عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال قال اللہ تعالٰی من لا یدعونی اغضب علیہ اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلٰی اٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ ابدا اٰمین صاحب شبہہ اللہ عزوجل کی حکمتوں کو باطل کرتا اور طاعت کو صرف قسم اول میں منحصر کرنا چاہتا اور حدیث وقرآن کے تمام اذکار جنت ونار ترغیب وترہیب کو لغو وفضول بلکہ اغواء واضلال بناتا ہے کہ بندوں کو مقصود سے دور کرکے منتر جنتر میں لاڈالا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (۲۷) عوام پر غیظ ہے کہ وہ یہ ذکر خدا ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باعتقاد طاعت کرتے ہیں الحمد للہ مسلمانوں کے عوام آپ جیسے خواص سے عقل وفہم وفضل وعلم میں بدرجہا زائد ہیں وہ اپنے رب عزوجل کے ذکر ودعا اور اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ذکر ومحبت وتعظیم وتوسل کو طاعت

https://www.facebook.com/darahlesunnat

نہ جانیں تو کیا آپ کی طرح ذکر و تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہر حیلۂ ممکنہ باطل کرتے بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح توہینوں کو عبادت مانیں۔ وہ رمد چشم کا عمل ہی سہی۔ فرض کیجئے ایک دیوبندی اپنی آنکھوں کے علاج کو جالینوس کا شیاف یا ابن سینا کی سلائی لگاتا ہے اور ایک مسلمان سورہ فاتحہ و آیۃ الکرسی و اسم الٰہی نور و صلاۃ نور سے علاج کرتا ہے آپ کے دھرم میں دونوں برابر ہیں کہ ایک فعل مباح کر رہے ہیں۔ طاعت نہ یہ نہ وہ مگر مسلمان جانتے ہیں کہ کہاں جالینوس و ابن سینا پر بھروسہ اور کہاں کلام اللہ نور ہدی و شفا و اسمائے الٰہیہ سے توسل والتجا یہ ضرور طاعت اور اس کے حسن ایمان کی علامت ہے ولکن النجدیۃ لا یعلمون بات یہ ہے کہ وعیدوں یا جسمانی دنیاوی بلکہ اخروی منفعتوں ثوابوں کے وعدوں سے بھی حاشا یہ مراد خدا اور رسول نہیں جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ ان وعیدوں سے بچنا یا ان کا ملنا ہی مقصود بالذات بنا کر اسی غرض و نیت سے ذکر خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرو کہ یہ تو قلب موضوع و عکس مقصود ہے جو عبادت جنت کی نیت سے کرے کہ وہی اس کی مقصود بالذات ہو ہرگز عابد خدا نہیں عابد جنت ہے توراۃ مقدس سے منقول اس سے بڑھ کر ظالم کون جو بہشت کی طمع یا دوزخ کے ڈر سے میری عبادت کرے کیا اگر میں جنت و نار نہ بناتا مستحق عبادت نہ ہوتا۔ بلکہ اس سے مراد صرف ابھارنا ہے کہ اس طمع و خوف کے لحاظ سے عمل لوجہ اللہ کریں مضرت سے بچنا یا منفعت جسمانی خواہ روحانی دنیوی خواہ اخروی کا ملنا مقصود بالعرض ہو جیسے حج میں تجارت جہاد میں غنیمت روزے میں صحت نماز میں کسرت بحمد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے عوام اپنے رب کی مراد سمجھے اور اس عمل میں بھی وہی ان کا مقصود ہوا کہ اپنے رب جل وعلا اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام اقدس پر براہ محبت و تعظیم بوسہ دیتے ہیں اور یہ سب قطعاً طاعت و مراد شریعت ہے اس کی برکت اس کے طفیل اس کے صدقہ سے ہمیں یہ جسمانی فائدہ بھی ملے گا کہ آنکھیں نہ دکھیں گی اندھے نہ ہونگے یہ عین وہی نیت ہے جو شارع کو ایسے وعدوں میں مقصود ہوتی ہے مگر خائب و خاسر احمق و عناد زدہ کہ ایسے وعدوں پر بھول کر اصل مقصود خدا اور رسول کو بھول جائے اور ان کے ذکر و تعظیم و محبت کو نرا منتر بتاتے نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم والعیاذ باللہ رب العٰلمین (۲۸) غنیمت ہے کہ رمد کا منتر مان کر منتر کے نام سے وہ محض بوجہ عدم روایات یا ضعف مروی بدعت بدعت کا بھوت تو اترا اور یہ عمل مباح ٹھہرا اور نہ عدم ورود پر بدعت و بے اصل ہونے کے جو معنی آپ حضرات کے یہاں ہیں ان کا مصداق کسی طرح مباح نہیں ہو سکتا اگرچہ اعتقاد طاعت نہ ہو (۲۹) یہ تو اوپر گزرا کہ اسی عمل

https://www.facebook.com/darahlesunnat

کو اذان میں ہو خواہ اقامت میں محض مباح جاننا شریعت گنگوہیہ کے بالکل خلاف ہے کہ اس میں یہ عمل سنت ہے
تو عوام ہی ٹھیک سمجھے اور طاعت کے طاعت اعتقاد کرنے کو بدعت بتاکر تمہیں بدعتی بدمذہب ہوئے اگرچہ
دیوبندیت کی معراج ترقی فی المراق من الدین کے بعد بدعت کی کیا گنتی ع ما علے مثلہ یعد الخطاء۔ مگر یہاں یہ
گزارش ہے کہ مباح بمعنی شامل فرض جس طرح امکان عام شامل وجوب ہے قطعاً یہاں مراد نہیں ورنہ فرض کو
بھی طاعت سمجھنا گمراہی و بدعت ہو۔ لاجرم مباح بمعنی مساوی الطرفین نظیر امکان خاص مراد ہے یعنی وہ فعل کہ نہ
محمود نہ مذموم۔ آپ نے اوسے رمد چشم کا منتر بناکر ایسا ہی مباح سمجھا اور یہ شریعت گنگوہیہ سے کفر ہے عالی
جناب گنگوہی صاحب کے دھرم میں کوئی فعل ایسا مباح نہیں اوسی ص۲۳ پر بولتے ہیں جس کے جواز کی دلیل قرون
ثلثہ میں ہو خواہ وہ جزئیہ بوجود خارجی ان قرون میں ہوا یا نہ ہوا وہ سب سنت ہے اور جس کے جواز کی دلیل نہیں
خواہ وہ ادن قرون میں بوجود خارجی ہوا یا نہ ہوا وہ سب بدعت ضلالت ہے ظاہر ہے کہ کوئی فعل ہو یا اس کے
جواز کی دلیل قرون ثلثہ میں ہوگی یا نہیں تیسری شق ناممکن ہے کہ یہ حصر عقلی دائر بین النفی والاثبات ہے اور
گنگوہی صاحب دو کلیہ دے گئے کہ شق اول کے سب سنت ہیں اور شق دوم کے سب ضلالت۔ اب وہ کونسا رہا کہ
دونوں سے خارج ہوکر نرا مباح ہو بلکہ نہ ایک مباح کہ مکروہ تنزیہی و خلاف اولی و مستحب یہ سب احکام شرعیہ
یکسر اڑ گئے یہ ہے وہ گنگوہی شریعت کا تازہ جوہر جس پر ص۲۹ میں ناز ہیں کہ اس قاعدہ کو خوب غور کرنا اور سمجھ لینا
ضرور ہے اس عاجز کو اپنے اساتذۂ جہابذہ کی توجہ سے حاصل ہوا ہے اس جوہر کو اس کتاب میں ضرورۃً رکھتا ہوں
کیا نفیس جوہر ہے کہ ادھر تو شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آدھے احکام اڑ گئے ادھر آدھی وہابیت اپنا
جوہر کر گئی جس کا بیان منیر العین افادہ مذکورہ میں ہے منیر العین نے آنکھیں کھول دی تعجب پھر بھی تنبہ نہ ہوا اور کیونکر
ہوتا کہ حضور اقدس عالم ماکان وما یکون صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم صحیح حدیث صحیح بخاری شریف میں فرما چکے ہیں ثم لا یعودون
(۳۰) مباح کا اعتقاد طاعت سے بدعت ہوجانا اگر اس سے یہ مراد کہ جو شے مباح محض ہے جس کے فعل و ترک
شرعاً دونوں مساوی آسے فی نفسہ مامور بہ و مطلوب شرع اعتقاد کرنا اوسے بدعت کردیتا ہے تو منہیہ والے
کے پاس کیا دلیل ہے کہ یہ فعل مساوی الطرفین ہے اور عام عوام فی نفسہ اس کو مامور بہ یا مطلوب من جہۃ الشرع
اعتقاد کرتے ہیں اب یہاں وہ علم غیب کا مسئلہ جانگزائے اہل منہیہ ہوگا جو ہمارے رائل فاضل سلمہ نے ایراد
کیا اور اگر یہ مراد کہ مباح کو بہ نیت قربت کرنا اسے بدعت کردیتا ہے تو شریعت مطہرہ پر محض افترا ہے بلکہ
مباح کو بہ نیت قربت کرنا اسے قربت کردیتا ہے اور ہر قربت طاعت ہے تو اس میں اعتقاد طاعت ضرور حق

https://www.facebook.com/darahlesunnat

اور اسے بدعت بتانا جہل مطلق۔ اشباہ والنظائر و درمختار میں ہے اما المباحات فتختلف صفتہا باعتبار ما قصدت لاجلہ فاذا قصد بہ التقوی علی الطاعات او التوصل الیہا کانت عبادۃ۔ غمز العیون میں ہے کل فرد یذ طاعۃ ولا تنعکس یہ اس ڈیڑھ سطری تنبیہ پر تلک عشرۃ کاملۃ ہیں بالجملہ منکرین کے پاس کوئی دلیل نہیں اور ادعائے بے دلیل سے بدتر کوئی شئی ذلیل نہیں دربارۂ اذان تو احادیث وارد اور اس کا استحباب کتب فقہ میں مصرح تو انکار نہیں مگر جہل مبین اور دربارۂ اقامت اگر ورود نہیں کہیں منع بھی نہیں اور بے منع شرعی منع کرنا ظلم نہیں ادنی درجہ منع کراہت ہے اور کراہت کے لئے دلیل خاص کی حاجت ہے اور بے دلیل شرعی ادعائے منع شریعت پر افترا و تہمت ہے۔ ردالمحتار جلد ۱ صفحہ ۶۹۳ لا یلزم منہ ان یکون مکروھا الا بنھی خاص لان الکراھۃ حکم شرعی فلا بد لہ من دلیل بحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۱۷۶ لا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراھۃ اذ لا بد لہا من دلیل خاص وہابیہ کی جہالت کہ جواز کے لئے ورود خاص مانگیں اور منع کے لئے دلیل خاص کی کچھ حاجت نہ جانیں اس اوندھی الٹی سمجھ کا کیا ٹھکانا مگر علت وہی شریعت مطہرہ پر افترا کا ٹھکانا ردالمحتار جلد ۵ صفحہ ۲۵۵ لیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالی باثبات الحرمۃ او الکراھۃ اللذین لا بد لہما من دلیل بل فی القول بالاباحۃ التی ھی الاصل ظاہر ہے کہ نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا آنکھوں سے لگانا عرفاً دلیل تعظیم و محبت ہے اور امور ادب میں قطعاً عرف کا اعتبار۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں یحال علی المعھود حال قصد التعظیم اور تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مطلقاً مامور بہ قال اللہ تعالی لتؤمنوا باللہ و رسولہ وتعزروہ وتوقروہ اور مطلق ہمیشہ اپنے اطلاق پر جاری رہے گا جب تک کسی خاص فرد سے منع شرعی نہ ثابت ہو جیسے سجدہ زیادات امام عتابی پھر جامع الرموز پھر ردالمحتار جلد ۵ صفحہ ۳۷۹ میں ہے ان المطلق یجری علی اطلاقہ الا اذا قام دلیل التقیید نصاً او دلالۃ فاحفظہ فانہ للفقیہ ضروری مگر ہے یہ کہ اشقیا کے نزدیک تعظیم حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مطلقاً شرک و ظلم ہے شریعت نے برخلاف قیاس بعض مواضع میں خدا جانے کس ضرورت سے ناچاری کو مقرر کردی ہے لہذا مورد پر مقتصر رہے گی باقی اسی اصل حکم پر شرک و بدعت و حرام ٹھہرے گی فلہذا جہاں وار دہوئی خدا کا دھرا سر پر قہر درویش بجان درویش ماننی پڑی وہ بھی فقط ظاہرانہ دل سے جیسے التحیات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو غائبانہ ندا کرنے کا شریعت نے حکم دیا خدا جانے شریعت کو کیا ہو گیا تھا کہ عین نماز میں یہ غیر خدا کی تعظیم اور اس پہ دور و نزدیک سے پکار نا رکھ دیا خیر قہراً جبراً التحیات کے لفظ تو پڑھ لو مگر

https://www.facebook.com/darahlesunnat

انشائے معنی کا ارادہ نہ کرتا دہ دیکھو امام الطائفہ اسمعیل دہلوی صراط مستقیم میں حکم لگاتے ہیں کہ صرف ہمت درنماز بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر ست از استغراق درخیال گاؤ خر خود الی آخر الکلمۃ الملعونۃ لعن اللہ قائلہا وقابلہا سو لہذا وہابیہ تصریح کرتے ہیں کہ تشہد میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سے حکایت لفظ کا ارادہ کرے قصد معنی نہ کرے تصریح کرتے ہیں کہ دور سے یا رسول اللہ کہنا شرک ہے مگر بحمد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ایمان میں تعظیم رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین ایمان ایمان کی جان ہے اور علی الاطلاق مطلوب شرع تو جو کچھ بھی جس طرح بھی جس وقت بھی جس جگہ بھی تعظیم اقدس کے لئے بجا لائے خواہ وہ بعینہ منقول ہو یا نہ ہو سب جائز و مندوب و مستحب و مرغوب و مطلوب و پسندیدہ و خوب ہے جب تک اوس خاص سے نہی نہ آئی ہو جب تک اُس خاص میں کوئی حرج شرعی نہ ہو وہ سب اوس اطلاق ارشاد الٰہی وتعزروہ وتوقروہ میں داخل اور امتثال حکم الٰہی کا فضل جلیل اُسے شامل ہے ولہذا ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ جو کچھ جس قدر ادب و تعظیم حبیب رب العٰلمین جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں زیادہ مداخلت رکھے اُسی قدر زیادہ خوب ہے فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق و منسک متوسط و فتاوی عالمگیریہ وغیرہا میں ہے کل ماکان ادخل من الادب والاجلال کان حسنا امام ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں تعظیم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجمیع انواع التعظیم التی لیس فیہا مشارکۃ اللہ تعالیٰ فی الالوہیۃ امر مستحسن عند من نور اللہ ابصارھم تو مسلمان اگر وقت اقامت بھی تقبیل کرے ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں اور اسے شرعاً ناجائز نہ کہے گا مگر وہ کہ شرع پر افترا کرنا یا نام و اکرام سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام سے جلتا ہے۔ اسی طرح نماز و استماع قرآن مجید و استماع خطبہ جن میں حرکت منع ہے اور اُن کے امثال مواضع لزوم محذور کے سوا جہاں کہیں بھی یہ فعل بنظر تعظیم و محبت حضرت رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ ہو جیسا کہ بعض محبان سرکار سے مشہور ہے بہرحال محبوب و محمود ہے واللہ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دفن کے وقت جو قبر پر اذان کہی جاتی ہے شرعاً جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

https://www.facebook.com/darahlesunnat